تھے بڑے صاحب علم مفتی سعید
اب نہ ہوگی اس عالم میں ان کی دید
ہوتی تھی جب رمضان میں ان کی حاضری
دید آپ کی ہوتی تھی ہمارے لئے تو مثل عید

(سلام لاجپوری)

فقھی مجالس

مفسر قرآن، محدث کبیر، فقیہ النفس، شیخ الحدیث ام المدارس دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ کی مسجد قبا، لندن میں ہونے والی فقھی مجالس کا مجموعہ

جلد سوم

قسط اول

مرتب

عبد السلام ابراہیم مارویا، لاجپوری

خادم مسجد قبا، اسٹامفورڈ ہل، لندن

حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ کی شخصیت پر مندرجۂ ذیل رباعی کتنی فٹ بیٹھتی ہے۔

دھول روز قدم سے ملتی ہے
زندگی روز ہم سے ملتی ہے
آج دنیا میں ایسے کتنے ہیں
جن کو شہرت قلم سے ملتی ہے

یاد چھوڑ جانے کا یہی راستہ ہے یا تو ایسا لکھے کہ لوگ اس کو پڑھا کرے یا پھر ایسی زندگی جیئے کہ لوگ آپ پر لکھا کرے۔

ضروری باتیں

فقیہ النفس حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمہ اللہ کی جب بھی ہماری مسجد، مسجد قبا میں رمضان المبارک میں آمد ہوتی تو ہر سفر میں حضرت رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ تراویح کی نماز سے فراغت پر (پندرہ بیس منٹ کے بعد) مسجد کے صحن میں فقہی مسائل کی مجلس لگتی تھی، اس میں حاضرین یا تو حضرت سے براہ راست کوئی سوال پوچھتے یا پھر رقعہ لکھ کر سوال پوچھتے تھے، خواتین بھی ضرورت کے وقت رقعہ لکھ کر بھیجتی تھی، شروع میں یہ سوالات صرف اردو زبان میں پوچھے جاتے تھے، بعد میں اردو کے ساتھ انگریزی زبان میں بھی سوالات پوچھے جاتے تھے، جو سوال انگریزی میں ہوتا حضرت سے وہ سوال اردو میں پوچھا جاتا حضرت جو جواب دیتے اس کا انگریزی ترجمہ حاضرین کو بتایا جاتا۔

یہ مجلس موسم سرما میں ہفتے کے ساتوں دن ہوتی تھی، اور موسم گرما میں جمعہ، سنیچر، اور اتوار کو ہوتی تھی، سوالات کی اس مجلس کو حضرت بہت پسند کرتے تھے، وجہ اس کی یہ بیان فرماتے کہ اس میں آپ کی جو ضرورت ہوتی ہے وہ فوری طور پر پوری ہو جاتی ہے، مجلس کا دورانیہ عام طور پر آدھا گھنٹہ ہوتا تھا، ہاں کبھی ضرورت محسوس ہونے پر یا سوالات کی کثرت کی بنا پر مجلس کا دورانیہ آدھے گھنٹے سے زائد بھی ہو جاتا تھا، حضرت کی شخصیت میں ایک بات یہ بھی دیکھی کہ آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا آپ کو اس کا جواب معلوم نہیں ہوتا تو بلا جھجھک فرماتے کہ مجھے اس کا جواب

معلوم نہیں ہے (ویسے اس کی نوبت بہت کم آتی) یہ بڑی بات ہے کہ بغیر کسی تاویل کہ صاف اقرار کر لینا کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں ہے، بھری مجلس میں اس طرح کہنا ہر ایک کی بس کی بات نہیں ہے، سوال کا جواب صرف جائز، ناجائز حلال، حرام تک محدود نہیں ہوتا تھا یعنی ایک دم مختصر جواب نہیں دیتے تھے بلکہ ضرورت محسوس کرنے پر بعض سوالات کے جوابات کی ایک حد تک تفصیل بھی بیان کرتے تھے، یہ فقہی مجلس reciver کے ذریعہ گھروں میں بھی سنی جاتی تھیں، مجلس میں سامعین کی اچھی خاصی تعداد موجود رہتی تھی، جو سوالات ایسے ہوتے جس کا تعلق یو، کے کے تعلق سے ہوتا تو اس کے جواب میں فرماتے کہ یہ بات اپنے یہاں کے مقامی مفتی صاحب سے پوچھو، نیز ایک بات کی یہ بھی تاکید ہوتی کہ مجھ سے (حضرتؒ سے) تین طرح کے سوالات نہ پوچھے جائیں، میں اس کا جواب نہیں دیتا وہ تین مسئلے یہ ہوتے تھے۔

(۱) چاند کی رؤیت کا مسئلہ

(۲) اوقات نماز کا مسئلہ

(۳) مورگیج کا مسئلہ

مجلس کے تعلق سے اخیر میں بس یہی کہوں گا کہ ؎

بہت جی لگتا تھا صحبت میں ان کی
وہ اپنی ذات میں اک انجمن تھے

اب میں آپ قارئین کی خدمت میں فقہی مجالس میں پوچھے جانے والے سوالات و جوابات پیش کرتا ہوں، پڑھیئے، علم میں اضافہ کیجئے، اور بوقت ضرورت اس پر عمل بھی کیجئے، اور حضرتؒ کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

کارخانہ میں نماز جمعہ کا مسئلہ

سوال۔ کیا کارخانہ میں نماز جمعہ پڑھنا درست ہے۔

جواب۔ اگر اس میں اذن عام کی شرط پائی جاتی ہے کہ وہاں جو بھی نماز پڑھنے آنا چاہے وہ آسکتا ہے تو پھر وہاں نماز جمعہ پڑھنا درست ہے۔

نیز فرمایا کہ جمعہ شہر میں city میں فرض ہے، اور town میں بڑے گاؤں میں کوئی ادا کرے گا تو ظہر ہو جائے گی، چھوٹے گاؤں میں جمعہ ادا کرے گا تو ابھی بھی وقت کا فرض ذمہ میں باقی رہے گا، لیکن دوسرے تین ائمہ کے یہاں اور بھی زیادہ گنجائش ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جس گاؤں میں چالیس عاقل، بالغ مرد رہتے ہوں اور اتنے ہی نماز میں بھی شریک ہوں تو جمعہ ادا ہو جائے گا، اگر چالیس سے ایک بھی تعداد کم ہوئی تو جمعہ نہیں ہوگا۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے یہاں یہ شرط نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایسی بستی ہو جہاں بازار ہو، مکانات ملے ہوئے ہوں اور قرب و جوار کے چھوٹے گاؤں کی ضرورتیں وہاں سے پوری ہوتی ہو، اور بارہ آدمی جماعت میں شریک ہوں تو

جمعہ ہوگا ورنہ نہیں، بارہ سے ایک بھی کم ہوگا تو جمعہ صحیح نہیں ہوگا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے یہاں شہر اور بڑا گاؤں وہاں تو جمعہ صحیح ہوجائے گا، چھوٹی بستی، چھوٹا گاؤں وہاں جمعہ صحیح نہیں ہوگا، اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ امام کے علاوہ تین مقتدی ہونا ضروری ہے تب جمعہ ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، اور جہاں جمعہ پڑھا جائے وہاں اذن عام ہونا چاہئے، مسجد ضروری نہیں ہے، میدان میں بھی پڑھ سکتے ہیں، پس شہر میں تو جمعہ پڑھنا فرض ہے، بڑے گاؤں میں جمعہ پڑھ لو تو ظہر کا فرض ادا ہوگیا، اور اگر جمعہ نہیں پڑھتے ظہر پڑھنا ہے تو ظہر پڑھ لو، شہر میں تو جمعہ ہی پڑھنا پڑے گا۔

یاجوج ماجوج کون ہے؟

سوال۔ یاجوج ماجوج کون ہے، اور فی الحال وہ دنیا میں موجود ہے یانہیں۔

جواب۔ اس کی تفصیل بہت لمبی ہے، مختصر یہ ہے کہ یاجوج ماجوج انسانوں کی دو قومیں ہیں، انسانوں سے ہٹ کر جو قصے ہیں کہ ایک بالشت کے ہیں، ایک کان بچھاتے ہیں، ایک کان اوڑھتے ہیں اور سمندر ان کے لئے ایک مچھلی ڈال دیتا ہے جسے وہ سال بھر کھاتے ہیں، ایک دیوار کے پیچھے بند ہیں، یہ سب بکواس ہے، وہ انسانوں ہی میں سے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، کون قومیں ہیں، اب قومیں گڈمڈ ہوگئی ہیں، دیکھو! تمام دنیا حضرت نوح علیہ السلام کے تین

لڑکوں کی اولاد ہیں، حام، سام اور یافث، مگر اب تم یہ تقسیم کرنا چاہو کہ یہ حام کی اولاد ہے، یہ سام کی اولاد ہے، یہ یافث کی اولاد ہے، ایسا کرنا ناممکن ہے، گڈ مڈ ہوگئی ہیں قومیں اس لئے یاجوج ماجوج بھی لوگوں میں مختلط ہوگئے ہیں، تقسیم کر کے متعین کر کے بتانا کہ فلاں قوم یا فلاں قوم یہ بہت مشکل ہے، کہتے ہیں یہ کوئی قرآن وحدیث کی بات نہیں ہے کہ چائنہ china میں منگولیا جو علاقہ ہے وہ ان کا اصلی وطن ہے، وہاں سے جو قومیں نکلی ہیں وہ یاجوج ماجوج ہے، اسی طرح کہتے ہیں کہ امریکہ میں وہائٹ ہاؤس کے سامنے دو اسٹچیو تھے اب نہیں ہے، ایک کے نیچے لکھا تھا gog اور دوسرے کے نیچے لکھا تھا megog اب تو وہ ہٹا دیئے ہیں، اس لئے متعین کر کے بتلانا مشکل ہے، باقی جو قصے یاجوج ماجوج کے مشہور ہے وہ سب بکواس ہے، وہ انسانوں ہی میں سے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، زبردست قومیں ہیں جب ان کا خروج ہوگا خروج کا مطلب ہے عروج تو وہ ہر بلندی سے پھسلتے چلے آئیں گے، اور ساری دنیا میں تباہی مچائیں گے، اجمالا اتنا جاننا کافی ہے جب وقت آئے گا تو خود ہی پتہ چلے گا، سورۂ انبیاء کے آخر میں آیت آئی ہے کہ **حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون، واقترب الوعد الحق** یاجوج ماجوج کا عروج قیامت کی قریب ترین نشانی ہے، بس قرآن نے اتنا بتایا ہے۔

معتکف غسل کر سکتا ہے؟

سوال۔ رمضان المبارک میں مسنون اعتکاف میں ٹھنڈک کا غسل کر سکتے ہیں؟

جواب۔خاص غسل کرنے کی نیت سے تو نہیں جا سکتے، ہاں لیٹرین گئے ہوتو اس وقت وہیں پر غسل خانہ میں نہیں نہالے تو گنجائش ہے، ایسا کچھ غسل کا وہاں انتظام ہوتو کرتے رہو، باقی نفل غسل کے لئے مسنون اعتکاف میں نکلنا جائز نہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

سوال۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کی رحلت کے بعد آٹھ سو سال تک دعوت کا کام نہیں چلا کیا یہ بات درست ہے؟

جواب۔ یہ بات صحیح بھی ہے اور صحیح نہیں بھی، دعوت وتبلیغ کا کام تو ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے، کیوں، علماء ہمیشہ رہے ہیں، اور جب علماء رہے تو دعوت ورتبلیغ کا کام بھی ہوتا رہا، لیکن عمومی طور پر تو دعوت وتبلیغ کا کام ٹھپ ہو گیا، اس کے نتیجہ میں ایک دنیا کلمہ تک سے جاہل اور ناواقف ہوگئی، کلمہ بھی نہیں جانتی، آپ اپنے انڈیا پر نظر ڈالو، دارالعلوم دیوبند کے قائم ہونے سے پہلے انڈیا کا حال کیا تھا اس پر نظر ڈالو تو پتہ چلے گا، علماء تھے، کہاں تھے، دہلی میں تھے، سہارنپور میں تھے، بڑے بڑے شہروں میں تھے، اور جہاں تک علماء تھے بے چارے اپنے دائرے میں تھے، تبلیغ و دعوت کرتے تھے لیکن عمومی کام نہیں ہورہا تھا، اور اس کی وجہ سے آپ دیکھو یہ جو

ہمارے ہندوستان سے لگے ہوئے ملک ہے،کزقستان،ازبکستان،جو روس نے چھوڑے ہیں،وہاں جاکر دیکھو کیا صورت حال ہے،یہ آپ کے ملک کے متصل ہے،اسپین،قرطبہ،بوسنیا یہ سب اسلامی ملک تھے وہاں دعوت وتبلیغ کا کام نہیں ہوا تو دیکھو کیا حال ہوگیا،اور دار العلوم دیوبند قائم ہوا اس سے پہلے مدرسہ بھی نہیں تھے،گنتی کے دو مدرسہ تھے ایک دہلی میں مدرسہ امینیہ اور دوسرا مدرسہ احمد آباد میں تھا،اور پھر وہ شخصی تھا کوئی ایک آدمی وہ مدرسہ قائم کرتا تھا اور اس کا پورا خرچہ دیتا تھا،اور اسے چلاتا تھا،یا پھر علماء جہاں جہاں بیٹھے وہ ایک مدرسہ بن گیا،جب ہندوستان پر انگریزوں نے قبضہ کیا تو اللہ نے اس وقت کے بزرگوں کے دلوں میں ایک بات ڈالی کہ چندے سے مدرسہ قائم ہو،کیونکہ گورمنٹ کے پاس جو texas ہے اس revenue میں texas ہے،اس ٹیکس سے فنڈ بنتا ہے،اس سے سکولیں اور کالج بناتی ہیں تو ہم مسلمانوں سے ایک ایک دو روپیہ لے کر مدرسہ کیوں نہیں قائم کر سکتے،اور اس طرح سب سے پہلے دار العلوم قائم ہوا،اس کے چھ مہینے بعد مظاہر العلوم قائم ہوا،اس کے ایک سال بعد راندیر میں اشرفیہ قائم ہوا،اور پھر یوں ہوتے ہوتے آج صرف صوبہ گجرات میں پینتیس دار العلوم ہیں جو دورہ پڑھاتے ہیں،یہ تو مدرسے شروع ہوئے لیکن مدرسے کس سے پڑھائیں گے،مدرسے اور مدرسہ کا بچہ جن کو آپ مکتب کہتے ہیں مکاتب اسلامیہ یہ بھی مدرسہ کے بچے ہیں جگہ جگہ مسجد کے ساتھ اور مسجد سے ہٹ کر بھی مکاتب قائم ہوئے ، یہ

مدارس اسلامیہ اور مکاتب قرآنیہ کا نظام قائم ہوا کہ یہ پڑھائیں گے بچوں کو اور نوجوانوں کو اور جو بڑی عمر کے ہیں دھندے میں کاروبار میں لگ گئے ہیں وہ تھوڑی پڑھنے آئیں گے تو دارالعلوم کے قیام کے پچیس تیس سال بعد حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے اکابر دارالعلوم سے مشورہ کر کے بڑوں کی تعلیم وتبلیغ کا ایک مدرسہ کھولا کہ وہ تو مدرسہ میں آنہیں سکتے تو ہم کیوں ان کے پاس نہ جائے، مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ ایک بہت اچھی مثال دیا کرتے تھے، وہ یہ کہتے تھے کہ علماء کو کنواں نہیں بننا کہ جو کنویں میں آئے وہ پانی لے جائے، علماء کو بادل بننا ہے، اور بادل بن کر جگہ جگہ برسنا ہے، تو سب لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کے گھروں میں جا کر ان کو دین سکھلاؤ، یہ تبلیغی جماعت کی صورت یہ ہے، اب ان میں سے جو لوگ جتنا وقت نکال سکے چالیس دن اور اس سے کم وبیش ان کو اپنے مقام سے نکالو، اور مسجد مسجد ٹھہراؤ، ہوٹلوں میں نہیں تا کہ مسجدوں کا ماحول دیکھے، جہاں مسجدیں آباد ہیں وہ بھی دیکھے اور جہاں مسجدیں ویران ہے وہ بھی دیکھے، تو اس کا ان پر اثر پڑے گا، پھر ان کو اس ماحول میں دین کی بات سکھلاؤ، پھر جب وہ یہ شوق لے کر اپنے گھر لوٹیں گے تو اپنی بیوی بچوں پر محنت کریں گے، اپنے رشتہ داروں پر، پڑوسیوں پر ملنے جلنے والوں پر محنت کریں گے، یہ بالغوں کی تعلیم کا سلسلہ ہے، اس طرح یہ دعوت وتبلیغ کا کام شروع ہوا، یہ کام جہاں جہاں ہو رہا ہے وہاں ہر دن ایک دار العلوم قائم ہو رہا ہے، مجھے یاد ہے میں جب دار العلوم دیو بند مدرس ہو کر گیا اس

وقت عربی کے درجات میں آٹھ سو طلباء تھے،اس وقت ہر طالب علم کو داخلہ مل جاتا تھا، جو بھی آیا اسے داخل کر لیتے تھے،آج صورت حال یہ ہے کہ ابھی امتحان شروع ہوگا گذشتہ سال نو ہزار طلباء نے ایڈمیشن فارم لیا تھا، یہ سب طلباء کہاں سے آئے، بڑے دیندار بنے جماعت کی محنت سے تو سب سے پہلے انہوں نے اپنی اولاد کے بارے میں سوچا کہ بچوں کو پڑھانا چاہیئے ،تو اب بچوں کو کہاں پڑھائیں گے،وہ تو مدرسہ ہی میں پڑھائیں گے، یوں مدرسے بڑھتے چلے جارہے ہیں، پس یہ دین کے کام پرندے کے دو پر ہیں، دو پروں سے پرندہ اڑے گا،اگر مدرسہ والے جماعت کے کام کو نظر انداز کریں گے تو ان کو طلباء ہی نہیں ملیں گے، بڑے سب جاہل ہوکر رہ جائیں گے،کلمہ تک سے واقف نہیں ہوں گے،اور اگر تبلیغ والے یوں کہیں کہ ہم ہی تبلیغ کا کام کررہے ہیں مدرسوں کو وہ نظر انداز کریں گے تو وہ بھی غلط ہوگا تمہارے بچوں کو پڑھائے گا کون،تم تو نماز پڑھتے ہوگئے مگر تمہارے بچوں کو کون تعلیم دے گا، مدرسے ہی تو تعلیم دیں گے،آج کل جو دوری ہورہی ہے مدرسے میں اور تبلیغ میں یہ غلط ہے،اس لئے دونوں کو مل کر کام کرنا ہے پرندہ دو پروں سے اڑے گا۔

کیا کرے گا قاضی

ایک صاحب مجلس میں موجود تھے،کسی نے ان کا تعارف کرایا کہ ان کا تعلق باٹلی سے ہے،اور نام ان کا......داجی ہے،داجی ان کی سرنیم کی طرف اشارہ

تھا،اس پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میاں بیوی راضی تو کیا کرے قاضی۔

اونچا بولو

ایک صاحب نے کچھ کہا،حضرت رحمہ اللہ کی سمجھ میں بات نہیں آئی،اس پر فرمایا کہ اونچا بولو میں اب بہرا ہو گیا ہوں،کوئی آہستہ بولے تب بھی کان میں آواز تو پہنچتی ہے،آواز تو میں سنتا ہوں لیکن جو آواز آئی اس کو سمجھنے کے جو پوائنٹ ہے اس میں مسئلہ ہو گیا ہے،اس لئے کوئی الگ الگ لفظ slowly بولتا ہے تو وہ سمجھ میں آتا ہے ،فاسٹ بولے گا تو آواز تو آئے گی مگر سمجھ میں نہیں آئے گا کہ کیا کہا گیا،تراویح میں ہمارا تیسرا حافظ اتنا فاسٹ پڑھتا ہے کہ بہت سی جگہ تو میں سمجھ ہی نہیں پاتا ہوں کہ کیا پڑھ رہا ہے حالانکہ آواز آرہی ہوتی ہے،اور دوسرے لوگ سمجھتے بھی ہے میری کمی ہے،تو کوئی تیز بولے گا تو میں نہیں سمجھ پاؤں گا کہ کیا بول رہا ہے، میں نے بمبئی میں ڈاکٹر سے کہا کہ بھئی اس کا علاج کیا ہے،تو کہنے لگا کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے، مشین لگاؤ،مشین لایا بھی ہوں کہیں رکھا ہو گا مگر مشین لگانے کی عادت ہی نہیں ، چونکہ دار العلوم میں مجھے درس میں بولنا ہے سننا نہیں ہے، اگر طالب علم کو کچھ پوچھنا ہے تو وہ پرچہ لکھ کر دیگا تو اسے بولنا نہیں ہے،اس وجہ سے مشین لگانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ہے اس لئے عادت نہیں ہے۔

یہ امر استحبابی ہے

سوال۔عرب حضرات کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں ہے وہ اس پر حدیث بھی پیش کرتے ہیں،اس بارے میں کچھ وضاحت فرمائے۔

جواب۔تم مجھے جواب دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بعد بیٹھ کر دو نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟ بولو ڈرتے کیوں ہو،اس پر مولانا ابراہیم صاحب گویا ہوئے کہ جی ثابت ہے،اس پر حضرت نے فرمایا کہ جب ثابت ہے تو حضور کے قول وعمل میں تضاد ہوگیا،جب تضاد ہے تو قول وعمل میں تطبیق دینی پڑے گی، دونوں میں علماء نے تطبیق یہ دی ہے کہ یہ امر استحبابی ہے۔

گر کی بات

نیز فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ رفع یدین کی روایت بخاری شریف میں ہے،تو اس سے کہو کہ ترک رفع یدین کی روایت ہے یا نہیں؟ جواب ہے کہ ہے،تو اب تطبیق دو،ایک تطبیق یہ دی جاتی ہے کہ رفع والی روایت ترک رفع کے مقابلے میں اصح ہے،دوسری تطبیق یہ ہے کہ رفع والی روایت پہلے کی ہے اور ترک رفع والی روایت بعد کی ہے،اور قاعدہ ہے کہ جب ناسخ منسوخ کی بات آجائے تو پھر وہاں اصح غیر اصح کی بحث نہیں ہوتی،اگر تقدیم وتاخیر کا فیصلہ نہ ہوسکتا ہو تو پھر اصح غیر اصح کی بحث ہوگی،جب اس مسئلہ میں تقدیم تاخیر ہے تو ہم نے عقل سے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی پر جو حضرات آپ کے انتقال کے بعد کھڑے ہوئے ہیں

انہوں نے رفع یدین نہیں کیا، یہ دلیل ہے کہ ترک رفع بعد کا عمل ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہو اور خلفاء راشدین رفع کا عمل چھوڑ دے ،اور قاعدہ ہے کہ ایک باب کی روایت میں اصح ،غیر اصح کا فیصلہ ہوسکتا ہے جیسے ایک رکعت میں کتنی جگہ ررفع یدین کرنا ہے تو ایک کی روایت بھی ہے، دو کی بھی ہے، تین کی بھی ہے، چار کی بھی ہے، بین السجدتین بھی ہے،اب اس میں سے کونسی روایت لے تو یہاں اصح ،غیر اصح کا فیصلہ ہوسکتا ہے،مگر رفع اور ترک رفع کے باب میں دو قسم کی روایت ہے رفع کی بھی اور عدم رفع کی بھی،اب دیکھیں گے کہ دونوں روایتیں قابل عمل ہے یا نہیں، اگر ہے تو دیکھیں گے کہ پہلا عمل کونسا ہے اور بعد کا عمل کونسا ہے،اب یہاں لوگ غلط قاعدہ جاری کرتے ہیں اصح ،غیر اصح والا جو صحیح نہیں ہے، یہاں تو تقدیم وتاخیر والا قاعدہ چلے گا۔

زندگی جن کی گذرتی ہے اجالوں کی طرح
لوگ انہیں یاد رکھتے ہیں مثالوں کی طرح
علم والوں کو کبھی موت نہیں آتی
وہ یاد رہتے ہیں کتابوں کے حوالوں کی طرح

(جاری)